THE

سرمور گزٹ

ناہن

جلد ۶	مطبوعہ ۲۱- مئی سنہ ۱۸۹۲ع یکشنبہ	نمبر ۱۹

سرمور گزٹ

ناہن - ۲۱- مئی سنہ ۹۲ع یکشنبہ

ہمارے دوست اس بات کے معلوم کرنے سے خوش ہون گے کہ عالی جناب مولانا مولوی سید امیر علی صاحب رضوی سی۔ آئی۔ ای۔ بارسٹر ایٹ لا جج ہائی کورٹ کلکتہ کی کتاب لاجواب "سپرٹ آف اسلام" کا اُردو زبان مین ترجمہ ہو گیا ہے۔ اور تھوڑے ہی زمانے مین کتاب چھپ کر تیار ہو جاے گی۔

جناب مولانا مولوی خواجہ الطاف حسین صاحب حالی بھی اس زمانے مین اپنی سابقہ اور موجودہ کلام کو جو اب تک نہین چھپی تھی ترتیب دے کر اپنا دیوان چھپوا رہے ہین۔

جناب مولانا مولوی محمد شبلی صاحب نعمانی پروفیسر مدرسۃ العلوم مسلمانان علی گڈہ بھی اپنی سابقہ اور موجودہ کلام کو جو ہماری بدقسمتی سے تین دفعہ ضایع ہونے کے بعد جس قدر بچی ہے ترتیب دے کر چھپوا رہے ہین۔

ہم اپنے مخدوم مکرم جناب پادری رجب علی صاحب کا لکھا ہوا ایک ریویو اپنے اخبار مین چھاپتے ہین۔ پادری صاحب موصوف ایک ایسے مشہور و معروف شخص ہین کہ اُن کا کوئی مضمون کسی تعریف کا محتاج نہین ہے جس کتاب پر اُنھون نے ریویو لکھا ہے وہ اب تک چھپی نہین ہے لیکن امید ہے کہ مصنف کتاب اُس کو بہت جلد چھپوا کر مشتاق لوگون کو منتظر نہ رکھین گے۔

ریاست پٹیالہ کی بربادی کے آثار

کچھ عرصہ سے اُردو اور انگریزی اخبارات میں ریاست پٹیالہ کے حالات چھپ رہے ہیں جن کی تحریریں تین اصولوں پر مبنی ہیں۔ بعض اخبار تو ایسے ہیں جن کو کسی خاص پارٹی کی موافقت یا مخالفت سے سروکار نہیں محض نیک نیتی سے واقعات سے بحث کرتے ہیں۔ ایسے اخبار شاذ ہیں۔ بعض ایسے ہیں جو سازشی گروہ سے بے واسطہ یا بالواسطہ کچھ روپیہ لے کر محض اُن کی اغراض کے موافق لکھتے رہتے ہیں۔ ایسے اخباروں کا حال چھپا نہیں رہتا۔ ان کی تحریروں میں بعض الفاظ ایسے ہوتے ہیں کہ جن سے گو کتنا ہی پوشیدہ رکھنے کی کوشش کی جائے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ بدنیتی یا روپیہ کے لالچ سے لکھ رہا ہے۔ افسوس ہے کہ یہ دھبہ نہ صرف اُردو اخباروں پر ہی لگتا ہے بلکہ کئی ایک انگریزی اخبار بھی اسی مرض مزمن میں مبتلا ہیں۔ ایک اینگلو انڈین اخبار یا اُس کا نوزادہ جب اس کے واقعات سے آنکھ بند کر کے صرف ایک خاص فریق اور ایسے شخص کے لئے جو کسی ریاست کا خزانہ برباد کرنے والا۔ رئیس کو لہو و لعب اور بیہودہ مشاغل میں مصروف کرانے والا۔ اور ایک بڑا جلیل القدر عہدہ حاصل کرنے کی ہوس میں ریاست کے کل خزانے کو تین برس کے اندر ایک دوسرے والیٔ ریاست کے سامان عیش کے فراہم و خرید کرنے میں خالی کر دینے والا ہو محض تعریف و توصیف کے پہلو نکالتا ہے تو ناظرین معلوم کر سکتے ہیں کہ ایسے اخبارات کی تحریریں نیک نیتی و خیرسگالی سے ہوتی ہیں یا کسی اور سبب سے۔ بعض اخبار ایسے ہیں بلکہ بعض کی جگہ اکثر کا لفظ کہنا چاہئے جو محض سماعی خبروں یا بلا احتیاط کسی اخبار میں چھپے ہوئے حالات دیکھ کر اُس کو دوسرے نقل کرنے لگ جاتے ہیں۔ عام طور پر یہی اصول ہیں جن کے مطابق اکثر اخبارات میں کارروائی ہوتی ہے۔ ایک اور قسم کا اخبار بھی ہوتا ہے جو محض کسی خود غرض پارٹی کے روپیہ سے جاری ہوتا ہے اور جو اُن لوگوں کو سخت گالیاں دینے میں اپنی قوت صرف کرتا ہے جو اس پارٹی کی ذاتی اغراض کے پورا کرنے میں حارج و مانع مانے جاتے ہیں چنانچہ انبالہ سے ایک اسی قسم کا اخبار چند روز سے پھر جاری ہوا ہے جس کا بانی مبانی ایک ایسا شخص ہے جو کئی سال تک بعلت غبن پٹیالہ کے جیل میں سزائے جرمانہ و قید شدید بھگت چکا ہے۔ اس اخبار کی اشاعت تقریباً محض پٹیالہ کی تیس چالیس کاپیوں میں محدود ہے جو کل کے کل اُس پارٹی میں داخل ہیں جو مہاراجہ صاحب کے گرد و پیش رہتے اور ریاست کے سود و بہبود کو بالائے طاق رکھ کر رات دن اپنی ذاتی اغراض کے پورا کرنے کے جوڑ توڑ میں لگے رہتے ہیں۔ اس اخبار کا کوئی ایسا پرچہ اُٹھا کر دیکھو جس میں پٹیالہ کے حالات لکھے ہوں (اور کوئی ہی پرچہ شاید اس سے خالی ہوتا ہو گا) اس سے معلوم ہو جائے گا کہ اس اخبار کے نزدیک جیسا کہ اس کے سرپرست پارٹی کے نزدیک ریاست پٹیالہ میں اب کوئی کسی قسم کی خرابی نہیں ہے اور سوائے مشہور خاندان خلیفہ صاحبان کے اور سب اہلکار اور ملازم خاندانی باقابلیت و دیانت دار ہیں۔ ریاست کے وہ اہلکار جنہوں نے تمام خزانہ ریاست اپنی اغراض پورا کرنے کے لئے برباد کر ڈالا سب کے سب دیانت دار، قابل اور نمک حلال ریاست کے وہ عہدہ دار جو رئیس کو بے وقوف بنا کر گانوں پر گانوں باغ پر باغ پٹڑ پٹڑ چھینتے چلے جاتے ہیں وہ سب کے سب کارکن مستحق انعام مزید اور خادم ملازم مہاراجہ صاحب۔ ریاست کے وہ عہدہ دار اور اہلکار جنہوں نے کونسل رجنسی کے زمانے ہی میں نوجوان رئیس کو ہمیشہ کے لئے اپنا مطیع کرنے کے لئے ایسی صورتوں اور مجلسوں میں پھنسایا کہ جس کی داستانیں پٹیالہ اور بیرونجات سب جگہ زبان زد خلائق ہیں اور جن کا اقتدار برابر قائم رکھا گیا۔ جب تک کہ وہ ان عہدہ داروں کے منشا کے موافق عمل کر کے کسی کی تنخواہ ساٹھ ستر سے یک لخت ڈھائی سو روپیہ ماہوار اور بیسیوں کی اسی طرح ڈھائی ڈھائی سو اور ساڑھے تین تین سو روپیہ اور پانسو روپیہ ماہوار کرتا رہا وہ سب کے سب اُس اخبار کے نزدیک کارکن دیانت دار اور قابل عہدہ دار ہی نہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ۔

وہ اخبار اگر کچھ ایمان رکھتا ہے اپنے سرپرستوں سے پوچھ کر ہم کو جواب دے کہ ریاست کے ذمہ جو اس وقت کئی لاکھ روپیہ قرض ہے یہ کس خود غرض اور آوارہ مزاج اور نمک حرام گروہ کی بدولت ہوا ہے؟ اور آئندہ جو روز بروز تباہی و بربادی ریاست کے خزانہ میں ہو رہی ہے وہ کس شخص نفس پرور اور سازشی ذریعہ سے ہے؟ ایسے اخبار سے تو ہم کو صحیح جواب حاصل کرنے کی کیا توقع رکھنی چاہئے لیکن ہاں زمانہ بول اُٹھے گا کہ وہی خود غرض گروہ جو رئیس کے گرد و پیش رہتا اور اس وقت مہاراجہ کے نظروں میں خیرخواہ بن کر اعلیٰ اور جلیل القدر عہدوں اور غالیہ عطیات لکھوکھا روپیہ کے حاصل کرنے میں کامیاب ہوا ہے۔ بلاشبہ مہاراجہ کی بے عزتی اور بدنامی اور ریاست کی بربادی کا باعث ہے۔

دی ویو

مڈیکل جیورس پروڈنس

یعنی

طب مقدمات فوجداری

اس کتاب کو ہمارے مخدوم معظم جناب مولانا شمس العلما مولوی سید علی صاحب بلگرامی۔ بی۔ اے۔ بی۔ ایل۔ ایف۔ جی۔ ایس۔ ایسوشیٹ رائل سکول آف مائنس لندن ممبر آف دی رائل ایسیاٹک سوسائٹی آف گریٹ برٹین اینڈ آئرلینڈ ممبر آف دی فیڈریٹڈ انسٹی ٹیوشن آف مائننگ انجنرس ممبر ایشیاٹک سوسائٹی بنگال و بمبئی۔ بی۔ ایل گولڈ مڈلسیٹ کلکتہ یونیورسٹی۔ ممتحن سنسکرت مدراس یونیورسٹی وغیرہ وغیرہ۔ ڈائرکٹر جنرل معدنیات ممالک محروسہ سرکار نظام و معتمد تعمیرات ممالک سرکار عالی نظام سابق ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن حیدرآباد دکن و ہوم سکریٹری سرکار عالی نظام نے سرجن کپتان پیاٹرک ہیر ایم ڈی۔ اور مسٹر جی۔ ڈی۔ بی۔ گریپ مدراس سول سروس کی انگریزی سے مع توضیحات اور حواشی مفید و کے اردو زبان میں لکھا ہے۔

درحقیقت ایک ایسے فرد اکمل و فاضل اجل اور یگانہ عالم کا نام کسی تصنیف یا تالیف کے ساتھ لکھنا جیسے کہ ہمارے مخدوم مولانا مولوی سید علی صاحب بلگرامی ہیں اُس کتاب کی خوبی اور عمدگی اور ضرورت کے بیان کرنے کے واسطے کافی ہے۔ اگرچہ ایک ایسی کتاب مولانا ے ممدوح کے علم و فضل اور کمال اور تجربہ کے ظاہر کرنے کے واسطے کافی نہین۔ مولوی صاحب ممدوح کی ذات بابرکات پر ہماری قوم کو اس سبب سے فخر ہے کہ وہ اکثر مشہور مغربی زبانین اور اکثر مشرقی زبانین جانتے ہین صرف جانتے نہین اُن مین سے ہر ایک زبان کے مستند عالم ہین۔ مشرقی زبانون کی جس قدر شاخین وہ جانتے ہین اگر اُن کو بھی شمار کر لیا جاوے تو شاید مشکل سے کوئی شخص اس قدر زبانین جانتے ہین اُن کا مقابلہ کر سکے گا علاوہ

ان زبانون کے علم کے وہ اکثر علوم و فنون کے عالم ہین۔ علم معدنیات کے ساتھ اُنھون نے بہت سے مشکل علوم تحصیل کیے ہین۔ قانون اور انجنیرنگ کے عالم ہین اور اس کتاب کے خواص کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹری کے بھی ایسے ہی عالم ہین۔ غرض زمین کے اوپر اور نیچے کے سبھی علم جانتے ہین اور قوم کا اُن کی ذات پر فخر کرنا بالکل بجا اور درست ہے بس ایک کتاب کا ایک ایسے بزرگ عالم کے نام سے موسوم ہونا ہی اُس کی خوبی اور عمدگی کی ایسی دلیل ہے کہ اُس کے مقابلہ مین کسی اور دلیل کی حاجت نہین ہے۔ اور کتاب کی ضرورت خود اُس کے دیباچہ کے پڑھنے سے معلوم ہوتی ہے کہ بغیر اس علم کی واقفیت کے کس قدر معتبر غلطیان اور مہلک بے انصافیان نوع انسان کے حق مین واقع ہو سکتی ہین۔ ہماری زبان اردو مین غالباً اس وقت تک کوئی کتاب اس علم کی موجود نہ تھی اور مولانا ممدوح کا شکر گذار ہونا چاہیے کہ اُنھون نے ملک اور اہل ملک اور زبان پر احسان کیا ہے کہ ایسی محنت کا کام کر کے ایک ایسی عمدہ اور بے نظیر کتاب اُن کو بخشی ہے۔ دیباچہ مین اس علم کی تعریف اور اُس کے موضوع کو بیان کرنے کے بعد لکھتے ہین کہ

"بعض مصنفین نے اس علم کی حدود کو بے انتہا بڑھا دیا ہے لیکن اس کتاب مین بعض جمل مسائل جن کا جاننا اُن مقدمات فوجداری کے واسطے جو عدالتون مین پیش ہوتے ہین ضروری ہے مختصر طور پر بیان کیے جائینگے جو شخص اس علم سے واقف ہے شاید اُس کو گواہی دینے مین کچھ زیادہ مدد ہماری کتاب سے نہین ملے گی۔ لیکن اس ملک مین ایک بہت بڑا گروہ ایسے اشخاص کا ہے جن کو روزمرہ فوجداری کی عدالتون سے کام پڑتا ہے اور وہ اس علم سے محض ناواقف ہین مثلاً افسران پولیس وکلاء مجسٹریٹ وغیرہ وغیرہ اور ایسے اشخاص کا خیال ہے کہ میڈیکل جیورس پروڈنس سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے علم طب کی تفصیل ضروریات سے ہے اور اسی وجہ سے اکثر مقدمات فوجداری مین وہ مباحث طبی و قانونی جو اشد ضروری ہین مطلق فروگذاشت ہو جاتے ہین اور اُس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کسی بے گناہ کو سزا ہو جاتی ہے یا اصلی مجرم چھوڑ دیا جاتا ہے حالانکہ اس علم کی تھوڑی سی واقفیت بھی عدالت کو اس قسم کی بے انصافی سے باز رکھ سکتی تھی۔

ہماری کتاب اسی گروہ کے واسطے لکھی گئی ہے اور اُس مین محض ضروری مسائل اور بعض عملی رموز جو سال ہا سال کے عدالتی تجربے سے حاصل ہوے ہین درج کیئے گئے ہین اور یقین ہے کہ مقدمات فوجداری مین مفید ہونگے یہ کتاب محض ایک دروازہ ہے جس کے ذریعے سے طالب علم میڈیکل جورس پروڈنس اس علم کی عظیم الشان عمارت مین داخل ہوسکتا ہے۔

ڈاکٹر ٹیلر کا جو اس علم مین نہایت سربرآوردہ ہین قول ہے کہ میڈیکل جیورس پروڈنس کے علم سے یہ غرض نہین ہے کہ انسان واقعات سے واقف ہو بلکہ اس مین واقعات کو ترتیب دینے اور اُن سے اس طرح پر کام لینے اور نتائج نکالنے کی صلاحیت پیدا ہو جاے جس سے عدالتی اغراض حاصل ہوسکین۔ ممکن ہے کہ کوئی شخص نہایت ماہر جراح یا حاذق طبیب ہو اور اُس کا دماغ علمی مسائل سے بھرا ہوا ہو لیکن اگر اُس مین یہ قابلیت نہو کہ وہ اپنے خیالات کو آسان اور عام فہم زبان مین ظاہر کرسکے تو اُس کا علم محض بے کار ہوگا۔ اور اُس سے علم و تجربے مین بہت کم درجے کے شخص کو عدالتی گواہی دینے مین اُس پر ترجیح ہوگی۔ اسی طرح سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ جو کوئی شخص عقل سلیم اور واقعات کو ترتیب دینے کی قابلیت رکھتا ہو وہ میڈیکل جورس پروڈنس سے واقفیت حاصل کرنے کے بعد ہر ایک مقدمہ فوجداری مین پیروی یا جواب دہی کامیابی کے ساتھ کرسکتا ہے۔ میڈیکل جورس پروڈنس پر کتابین لکھنے والے اور اُن کتابون کے پڑھنے والے عموماً اطبا ہین اور غرض بھی ان کتابون سے یہی ہے کہ طبیب کو مقدمات فوجداری مین جن مین اُس کو بعض اوقات بہت بڑا حصہ لینا پڑتا ہے گواہی دینے کی آسانی ہو۔ البتہ جب تک گواہ کو علم طب سے بخوبی آگاہی نہو اُس کی راے کو وقعت نہین ہوسکتی لیکن ہر ایک گواہ وہ کسی قدر عالم کیون نہو اپنی شہادت کو سوالات عدالت یا وکلاے فریقین کے جواب مین بیان کرسکتا ہے ایسی صورت مین بخوبی سوالات یا سوالات جرح کرنے کے واسطے وکیل کو ضرور ہے کہ وہ اُن امور سے واقف ہو جن کی نسبت وہ سوال یا جرح کرنا چاہتا ہے اور گواہ سے واقعات متعلقہ مقدمہ کی نسبت حالات کامیابی کے ساتھ دریافت کرنا محض انھین سوالات پر موقوف ہے۔ اس ملک مین علی العموم اُن اطبا سے جو عدالت مین گواہی دینے کو آتے ہین سوالات نہایت بے احتیاطی اور بے پروائی کے ساتھ لیئے جاتے ہین اور سوالات جرح تو اکثر اوقات مطلق نہین ہوتے۔ اکثر مقدمات ہین جو مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہوتے ہین مدعی علیہ کی طرف سے کوئی وکیل نہین ہوتا اور علی العموم اگر مدعی علیہ کوئی شخص متمول نہو تو عدالت ہاے ماتحت مین بھی اُس کی طرف سے جواب دہی نہین ہوتی۔ یہ نہایت افسوس ناک امر ہے اور یہ تجویز کہ جس طرح پیروکار منجانب سرکار مقرر ہوتے ہین اُسی طرح پیروکار منجانب مدعی علیہم بھی سرکاری طور پر مقرر ہوا کرین البتہ قابل لحاظ ہے۔

عہدہ داران پولیس اور ماتحت کے مجسٹریٹون کو میڈیکل جیورس پروڈنس کے جاننے سے بڑا فائدہ ہوسکتا ہے اور اُس کی مدد سے وہ مقدمات کی اُن باتون پر جو لحاظ کے قابل ہین زیادہ توجہ کرسکین گے اور اُن باریکیون کو جن کی طرف اُن کا خیال اب نہین جاتا دیکھ سکین گے اور قلمبند کرسکین گے۔ اطبا کی راے ہمیشہ صحیح اور خطا سے پاک نہین ہوتی۔ اگرچہ وہ اکثر اوقات اپنی راے کو نہایت قطعی طور پر بیان کرتے ہین یا جیسا کہ ٹیلر لکھتا ہے وہ اکثر اوقات اپنے ذاتی اعتقاد مین اور ثبوت مین فرق نہین کرتے۔ زمانۂ حال مین میڈیکل جیورس پروڈنس کے علم نے بے انتہا ترقی کی ہے اور اکثر صورتون مین واقعات جو کسی خاص حالت سے متعلق ہین بالکل مشتبہ ہوگئے ہین اور بعض صورتون مین یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ وہ علامات جو کسی خاص حالت کے ساتھ مختص سمجھے جاتے تھے اب اُن کی نسبت یہ یقین نہین ہوسکتا کہ وہ اسی حالت کے ساتھ مختص ہین۔ پس ایسی صورت مین البتہ طبیب اپنی کسی راے کو قطعی طور پر نہین بیان کرسکتا جب تک وہ اس راے کے وجوہات نہ بیان کرے اگر اُس کے پاس کوئی دلیل نہین ہے اور وہ محض اپنی راے بیان کرتا ہے جو کہ ماہرین فن کی راے سے مخالف ہے تو اُس کی شہادت بالکل بے وقعت سمجھی جاے گی"۔

کتاب کو پانچ حصون مین تقسیم کرکے ہر ایک حصہ مین متعدد ابواب مختلف مضامین پر لکھے گئے ہین۔

حصہ اول کے پانچ ابواب مین حسب ذیل مضامین بیان کیے گئے ہین:-
زخم اور چوٹ - ہلاکت کی جواب دہی - شہادت قرینہ - لاش سڑنے کے مدارج اور اُن سے زمانۂ ہلاکت کا استنباط - مختلف اعضاے

جسمانی کے زخم اور چوٹین-

حصہ دوم کے چار ابواب مین یہ مضامین ہین-

اختناق- پھانسی اور گلا گھونٹنا- دم خفا ہونا- گیاس کی وجہ سے دم خفا ہونا-

حصہ سوم کے تین ابواب مین یہ مضامین ہین- ....

... بچہ کشی اور اسقاط حمل- اسقاط حمل پر بچون کو باہر ڈال دینا وغیرہ-

حصہ چہارم کے نو ابواب مین یہ مضامین ہین-

سمیات- سمیات محرق سنکھیا- انٹی منی اور دیگر سمیات فلزی- ایسڈ اور ال کیلائی یعنی تیزاب اور کھار سمیات- سمیات نباتی- اسٹرکنیا یعنی کچلے کا سمی جز- سمیات نباتی دھتورا- افیون اور دیگر سمیات نباتی- سمیات حیوانی-

حصہ پنجم کے تین ابواب مین یہ مضامین ہین-

زندگی کا بیما- جنون- جنون مین قانونی جواب دہی کہان تک ہے- ہر ایک باب کے ساتھ اس کے متعلق نظائر- ان کی گئی ہین جو نہایت قابل غور ضروری اور دلچسپ ہین اور نہایت محنت سے جمع کی ہوئی ہین- آخر مین دو ضمیمے ہین ضمیمہ الف مین امتحانات متعلقہ جیورس پروڈنس اور ضمیمہ ب مین اس امر کا بیان ہے کہ زہر خورانی کی صورتون مین کیا کرنا چاہیے-

اگرچہ یہ کتاب براہ راست عدالتون- پولیس- اور وکلا اور ڈاکٹر اور اس قسم کے لوگون کے واسطے جن کو اس علم کے متعلق کام پڑتا ہے ضروری ہے مگر درحقیقت ہر ایک شخص کو اس کے مطالعہ سے بے انتہا نفع اور تجربہ اور واقفیت حاصل ہو سکتی ہے اور اس پُرخطر دنیا مین اپنی اور اپنے دوستون کی حفاظت اور سلامتی اور امن اور ضرر سے بچنے کے واسطے بے شمار سبق حاصل کر سکتا ہے- اس سب کے علاوہ اس قدر عمدہ علمی معلومات حاصل ہوتی ہین اور ایسی دلچسپی اور لطف کتاب کے مطالعہ سے آتا ہے کہ صرف اسی کے واسطے ہر ایک شائق اور طالب علم اس کتاب کا پڑھنا دل سے پسند کریگا کتاب مطبع مفید عام آگرہ مین چھپی ہے جس نے چھاپے کے کام مین ہمارے ملک مین اگر معجزہ نہین تو ایک حیرت انگیز کمال ضرور دکھلایا ہے- عمدہ سفید کاغذ پر باریک اور خوشخط چھپی ہوئی قریبا ۰۰م صفحہ کی کتاب ہے اور قیمت چھ روپیہ ہے- اور جناب شمس العلما مولوی سید علی صاحب بلگرامی بی اے بی ال وغیرہ مہتمد تعمیرات حیدرآباد دکن سے منگوائی جا سکتی ہے-

حقیقت روح انسانی

ترجمہ

حل مسائل غامضہ مصنفہ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ

اس زمانے مین مسلمانون مین جس قدر تعلیم انگریزی اور علوم غیر ترقی اور شایع ہوتے جاتے اور مسلمان خواب غفلت سے بیدار ہوتے جاتے ہین اسی قدر مسلمانون مین اپنے قدیم علوم اور تاریخ اور اخلاق کی کتابون کے ترجمہ کا شوق اور ضرورت ترقی کرتی جاتی ہے- کتب اخلاق کے ترجمہ کرنے کی طرف تو اس سبب سے توجہ ظاہر کی جاتی ہے کہ انگریزی تعلیم اور علوم مغربی کی اشاعت کے ساتھ ہی مسلمانون مین اسلام سے برگشتگی اور بدگمانی پیدا ہونے کا خوف اور خدشہ پیدا ہوتا ہے- ہم اس وقت اس امر کی نسبت کوئی بحث نہین کرنا چاہتے کہ یہ برگشتگی اور بدگمانی کہان سے پیدا ہوتی ہے- اس کی اصلیت کیا ہے اور اس خوف اور خدشے کو دفع کرنے اور کسی اس قسم کے نقصان سے بچنے کے واسطے سب سے بہتر تدبیر کون سی ہے- لیکن ان اصلی تدابیر کی طرف توجہ کرنے یا نہ کرنے کے ساتھ ہی اس امر کی طرف توجہ ہو رہی ہے کہ کتب اخلاق کا ترجمہ اردو زبان مین کیا جاوے اور مسلمانون مین شایع کیا جاوے- اس غرض کے واسطے جہان تک ہم خیال کر سکتے ہین صرف امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابین منتخب کی جاتی ہین اور کی گئی ہین- درحقیقت امام صاحب کے زمانے کے مسلمانون کے حالات اس زمانے کے مسلمانون کے حالات کے ساتھ کچھ مناسبت اور مشابہت رکھتے ہین- اس زمانے مین بھی مسلمانون مین ایسے ہی علوم شایع ہوئے تھے جن کے پڑھنے سے مذہب کی نسبت خدشات پیدا ہوتے تھے ان کی مضرت سے مسلمانون کو بچانے کے واسطے امام صاحب نے یہ کتابین تحریر فرمائی تھین- اگرچہ وہ علوم اس زمانے کے علوم سے بہت مختلف تھے اور اسی سبب سے امام صاحب کی تصانیف جو اس زمانے کے مسلمانون کی اس قسم کی ضرورت کو رفع کرنے مین کامیاب ہوئی ہون اس زمانے مین ویسی ہی کامیاب نہین ہو سکتین مگر تاہم انھین کی طرف توجہ کی جا رہی ہے- آنریبل سر سید احمد خان صاحب نے جن کا ارادہ دراصل امام صاحب کی سوانح عمری لکھنے کا تھا اور جن کے بغیر کوئی شخص

اُن کی سوانح عمری جیسی کہ لکھی جانی چاہیے نہین لکھ سکتا - امام صاحب کی تصانیف کو جس قدر ہندوستان مین ملی ہین جمع کیا ہے اور اُن مین سے بعض پر ریویو لکھتے ہوے اُن کا خلاصہ مضمون بیان کیا ہے اور بعض مسائل کی نسبت اپنی طرف سے دلچسپ بحثین لکھی ہین جو سرور گزٹ مین چھپتی رہی ہین - اسی طرح ہمارے مخدوم مولوی سید ممتاز علی صاحب نے کتاب منقذ الضلال کا ترجمہ کیا اور اُس مین جابجا نہایت عمدہ حواشی اور نوٹ لکھے جن سے کتاب زیادہ دلچسپ اور مفید ہوگئی اور خیر المقال اُس کا نام رکھا - ہم نے اپنے اور بزرگون کو بھی اس کام کی طرف متوجہ دیکھا ہے - مثلاً جناب قبلہ و کعبہ نواب محسن الملک مولوی سید مہدی علی خان صاحب نے بھی امام صاحب کی بہت کی تصانیف کو جمع کیا ہے جن مین سے قسطاس مستقیم - جواہر القرآن - جواہر القرآن دوم - تفرقہ بین الاسلام و الزندقہ - مقصد الاسنیٰ فی شرح اسماء الحسنیٰ - رسالہ قواعد العقائد - مضنون کبیر - مضنون صغیر - الجام عوام فی علم الکلام وغیرہ کا ترجمہ کرا رہے ہین اور متعدد رسالون کا ترجمہ ہوچکا ہے - جناب موصوف کا بھی یہی ارادہ ہے کہ ان کتابون کو بعد لکھنے حواشی اور نوٹون کے چھپوایا جاے - درحقیقت امام صاحب کی ان تصانیف کو اگر اس زمانہ کے مسلمانون کی ضروریات کے واسطے کسی قدر زیادہ مفید اور مطابق بنایا جاسکتا ہے تو اُس کی یہی تدبیر ہے کہ اُن کا صرف ترجمہ نہ کیا جاے بلکہ جو لوگ کہ اس زمانے کے مسلمانون کی اس قسم کی ضروریات کو سمجھتے ہین وہ اُن پر حواشی لکھین اور ضروری بحثین اُس مین درج کرین -

حقیقت روح انسانی جس کتاب کا نام ہم نے عنوان مین لکھا ہے یہ بھی امام صاحب کی کتاب حل مسائل فلسفہ کا ترجمہ ہے جو ہمارے مخدوم مکرم خواجہ احمد شاہ صاحب رئیس اعظم لدھیانہ نے پنجاب کے ایک بزرگ عالم مولوی شاہ دین صاحب سے اُردو مین ترجمہ کرا کر چھاپا کیا ہے - جناب مترجم موصوف نے بھی نہایت عمدہ ترجمہ کرنے کے علاوہ اپنے خیال کے مطابق جابجا حواشی لکھے ہین جن سے اُن کا علوم مشرقی مین فضل و کمال معلوم ہوتا ہے -

یہ رسالہ اگرچہ اسی صفحہ سے زیادہ نہین ہے لیکن اس مین بہت سی نازک مسائل سے بحثین کی ہوئی ہین جن کی تفصیل یہ ہے -

بیان تسویہ - بیان نفخ روح - فیض - حقیقت روح - جزء لایتجزیٰ کے بطلان کی دلیل - جسم کے ساتھ روح کے تعلق کا بیان و دیگر مسائل متعلقہ روح - بیان نسبت روح - عالم امر و عالم خلق - بدنون کے ساتھ ارواح کے پیدا ہونے کا بیان - بدنون سے الگ ہونے کے بعد ارواح کا حال اور اُن کے اختلاف کا سبب - بیان معنی صورت - لوح و قلم کا بیان - قیامت خاصہ و مطلقہ - قبر اور قیامت مین دوبارہ روح کا تعلق - میزان - حساب - شفاعت - پل صراط خداے تعالیٰ اور اُس کے فرشتون اور اُس کے رسولون اور روز آخرت پر ایمان لانے کی دلیل - جنت مین لذات محسوسہ کے ہونے کا بیان - قبر اور جہنم مین عذاب جسمانی کا بیان - تناسخ کا ذکر - اعمال صالح اور گناہون کے انتقال کا بیان - خداے تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب مین دیدار کا بیان - مثل و مثال مین فرق - خداے تعالیٰ کے لیے مثل نہین مثالین ہین -

امام صاحب کے فضل و کمال اور بزرگیون کا تمام جہان مین شہرہ ہے اور مشرق و مغرب مین ہر جگہ اُن کا سکہ بیٹھا ہوا ہے پس اُن کی کسی کتاب کی ناظرین سے سفارش کرنا ایک غلطی کے سوا کچھ نہین ہے - گو یہ کہا جاسکتا ہے کہ جہان امام صاحب اکثر بحثین نہایت نازک اور دقیق اور دلچسپ اور پُر لطف لکھتے ہین - وہان بعض بحثین بالکل عامیون کی طرح بیان کرتے ہین - مگر اس کی بھی کچھ وجہ ہے جس کے بیان کرنے کا یہ وقت نہین ہے

مصلحت نیست کہ از پردہ برون افتد راز
ورنہ در محفل رندان خبرے نیست کہ نیست

خواجہ احمد شاہ صاحب رئیس اعظم مالک انڈین آرمی پریس وغیرہ لدھیانہ کی اس محنت اور سعی اور احسان کا لوگون کو مشکور ہونا چاہیے جنھون نے ایک ایسا عمدہ کام مسلمانون کے واسطے کیا ہے - کتاب کی قیمت پانچ آنہ ہے اور نہایت عمدہ کاغذ پر ایسی عمدہ چھپی ہوئی ہے کہ صرف ایسی خوبصورت کتاب کے رکھنے کے واسطے ایک شائق ایسی تھوڑی سی قیمت پر خریدنے سے دریغ نہ کرےگا -

حافظ مولوی نذیر احمد خان صاحب

اور

منشی محرم علی صاحب کے مقدمات

منقول از رہبر ہند لاہور - ۱۸؍ئی -

واجب التعظیم اور نیک خیال صلح جو صاحبان متفرق ہوگئے - مگر خلقت کے خیالات کو بھی ساتھ ہی پریشان کرگئے - اُن کا فرض تھا کہ اس بات کا فیصلہ کرجاتے کہ کیون تشریف لائے تھے اور کیون واپس گئے - اس کی اس واسطے ضرورت تھی کہ اُن ناتجربہ کار اخبار نویسون کا منہ بند ہوتا جو خواہ نخواہ منشی محرم علی صاحب کی لپیٹ مین آگئے ہین - اور جن کو صلح جو صاحبان کا تشریف لانا غنیمت ہوگیا ہے۔

بعض اخبارات از خود لکھ رہے ہین اور بعض اخبارات اُن خود غرض اخبارون اور شخصون کے کہنے سے جو منشی محرم علی صاحب سے سر بازی لگا چکے ہین تحریر فرما رہے ہین کہ مقدمہ مذہبی ہے اور صلح جو صاحبان کا ارادہ بہت خوب تھا ورنہ وہ لوگ دراندازہین جو کہتے ہین کہ شریر کو شریر اور شریف کو شریف کہ کر صلح کا پیمانہ مقرر کرو - یہ باتین بظاہر دلچسپ ہین - مگر درحقیقت اُن الفاظ سے زیادہ معتبر ہین جو منشی محرم علی صاحب مولوی حافظ نذیر احمد خان صاحب اور سرسید اور اسی طرح سابق ہین اور روسا و اعزا و علما کے لیئے وقتاً فوقتاً بغرض تحقیر و توہین استعمال کرتے رہے ہین - لوگو انصاف کرو سانپ کو کس نے پسند کیا ہے اور عقرب کو کس نے پالا ہے - افسوس ہے اُن اشخاص پر جو کسی لوث کے سبب سے منشی محرم علی صاحب کو اچھا کہلوانا چاہتے ہین اور یہ تو گویا اسلام کی توہین ہے کہ فحش باز کو حامی اسلام کہا جاتا ہے۔

صلح کے ارادے سے بہ تحریک یا بلا تحریک یہ اصحاب تشریف لائے تھے لفٹنٹ کرنیل راجہ عطاء اللہ خان صاحب بہادر سردار یار محمد خان صاحب - سردار شیر احمد خان صاحب بہادر سید ولادر علی شاہ صاحب بہادر سید عباس علی صاحب بہت سے دوست احباب اُن کو ملے - اُن سے پوچھو اُن کی کیا راے تھی - راجہ صاحب بہادر ضرور صلح پر زور دیتے تھے لیکن جناب موصوف بھی اس بات کے مدعی نہ تھے کہ منشی محرم علی مذہب کے لیئے لڑ ا اور اُس کی تحریرین پاک وصاف تھین - سردار یار محمد خان صاحب نے نہین کہا کہ منشی محرم علی صاحب عمدہ شخص ہین سردار شیر احمد خان صاحب نے ہرگز صلح کی تائید نہین فرمائی - سید ولادر علی شاہ صاحب نے صلح کے واسطے زور نہین دیا - سید عباس علی صاحب نے بارہا فرمایا کہ منشی محرم علی صاحب تیز مزاج ہین اور ہم نے اُن کے ایک دوست سے کہا کہ وہ اس کو روکے مگر نہ رکا -

افسوس ہے کہ اخبارات بے دلیل شور و غل کر رہے ہین - دنیا مین کون سا کام ہے جس کے لیئے وجہ اور دلیل کی حاجت نہین ہے منشی محرم علی صاحب نے جو مولوی حافظ نذیر احمد خان صاحب کی نسبت کلمات نامہذب اور مضامین ناشایستہ استعمال کیئے اور چھاپے جس کی روک کے واسطے کوئی مجمع نہ ہوا اور نہ اُن اخبار نویسون نے مزاحمت کی جو آج غرض مندی سے صلح کی کہ رہے ہین انھون نے بھی تو جھوٹی یا سچی کوئی بنا قائم کرلی تھی - پس شرانگیزی اور فتنہ پردازی کی کوئی بنا تھی تو صلح کے واسطے بھی کوئی علت ہونی ہونی چاہیئے - مولوی حافظ نذیر احمد خان صاحب فرماتے ہین کہ ہم اپنے لیئے مقدمہ نہین لڑ رہے ہین بل کہ قوم کے واسطے - منشی محرم علی صاحب عادی مجرم توہین و تحقیر کے ہین - اُن کا اس کام سے علیحدہ کرنا موقت ہو یا ہمیشہ کے لیئے ایک ایسی تجویز ہے جس کا شکر یہ تمام قوم و ملک پر واجب ہے - اس اظہار کا یہ جواب نہین ہے کہ مولوی صاحب ضدی ہین یا اُن کے طرف دار ہٹ پر ہین بل کہ اس کا یہ جواب ہو سکتا ہے کہ منشی محرم علی صاحب کو سب ترک کیئے دیتے ہین اور اُن کے ساتھ اُن کے ہم خیال اخبار نویسون کو بھی -

جو اخبار نویس منشی محرم علی صاحب کی حمایت کر رہے ہین وہ یہ تو سوچین کہ اُن کے نام نوٹس کیون آئے ہین اور اُن کا کیا کار کیا ہوگا - یہ بھی بتلائین کہ منشی عبد الرحمن صاحب پانے خان کو سرکار نے کیون ماخوذ کیا ہے - سرکار سے بھی تو کوئی جا کر صلح کا پیغام دے -

لوگون کی عزت اتارنے اور اخبار مین فحش لکھنا اور اس پر اصرار کرنا۔ کیا یہ مقتضی اس کا ہے کہ معافی کی امید کی جاسے۔ چہ جائے کہ بھلے لوگون کو انہی سیدھی ترحم طلب باتین سنا کر صلح کی درخواست کے لیئے لایا جاے اور پھر خود تیس مارخان بنے بیٹھے رہین۔

ہم کو کمال افسوس ہے کہ مقدمہ جاری ہے اور زیادہ افسوس ہے کہ مقدمے ہونے والے ہین اور سب سے زیادہ ناامید کرنے والی یہ بات ہے کہ ہنوز جدید مقدمات کی بنائین ڈالی جاتی ہین۔ انتخاب کے متعلق جو کارروائی ہو رہی ہے وہ کمال عبرت ناک ہے۔ منشی محرم علی صاحب اور منشی عبد الکریم صاحب کے حامیون کو شرارت کرتے ہوے کچھ خوف نہین آتا جا بجا کہتے پھرتے ہین کہ فضل الدین نیچری ہو گیا۔ اور برکت علی خان نیچری ہو گیا۔ وہابی ہو گئے۔ کافر ہو گئے۔ مرتد ہو گئے ہم بے سمجھ اخبار نویسون سے تو اس کا کیا انصاف چاہین گے۔ لیکن اُن بزرگون سے جو صلح کے واسطے آئے تھے دریافت کرتے ہین کہ اگر یہ الفاظ استعمال کرنے والون پر نالشین ہون گی تو اس وقت بھی صلح کے واسطے تشریف لاینے گا۔ اگر بعد مین صلح کے واسطے آنا ہے تو ابھی آیئے اور اس طوفان بے تمیزی کو روکیئے۔ خان بہادر محمد برکت علی خان صاحب پکے یار سرسید کے ہین مگر مرید نہین ہین ایسے ہی مولوی فضل الدین صاحب کو کوئی تعلق سرسید یا حافظ مولوی نذیر احمد خان صاحب کے عقائد سے نہین ہے۔ اُن کو جو وہابی اور نیچری کہا جاتا ہے تو فقط اسی لیے کہ منشی عبد الکریم صاحب کو راہ مین حائل ہون۔ انھین خود غرضیون سے منشی محرم علی صاحب نالش کی زد مین آئے اور اسی طرح اور لوگون پر استغاثے ہون گے۔ کیا صلح جو صاحبان اجازت دیتے ہین کہ اس وقت مولوی محمد فضل الدین صاحب تکی بہ ترکی جواب دین اور لاٹھی ڈنڈے کی نوبت پہونچے تو اس سے بھی دریغ نہ کرین اگر ایسی اجازت شریفون کی طرف سے ہوسکتی ہے تو بے شبہ مقدمہ بازی کی ضرورت نہ ہوگی بصورت دیگر کوئی علاج بجز نالش کے نہین ہے اور جو صاحبان آج بناے نالش کے وقت خاموش ہین اُن کو نالش دائر ہونے پر بھی بجز خاموش رہنے کے اور کوئی تدبیر اختیار نہ کرنی چاہیے۔

فی الحال صلح کے خواستگارون کو یہ فکر کرنی چاہیے کہ شریرون کے اخلاق درست ہون اگر اس فکر کا کوئی نتیجہ نہین ہوسکتا تو جو شخص مار و عقرب کی سرکوبی کرتا ہے اُس کے ہاتھ نہ پکڑین۔ اگر آج مولوی حافظ نذیر احمد خان صاحب نالش سے دست بردار ہو جائین گے تو کل پھر کون ہزارون روپیہ گرہ مین باندھ کر منشی محرم علی صاحب کی زبان قلم بند کرنے کو حاضر ہوگا۔ منشی محرم علی صاحب نے سیکڑون شرفا کی عزت اتاری مگر یہ پہلے صاحب ہین جنھون نے نالش دائر کی اور بے شمار لوگون پر احسان عظیم کیا۔ واللہ لا یضیع اجر المحسنین۔

علاج الموت

یعنی

رسالہ ہیضہ

ہیضہ کی نامراد وبا ہے جو ہر سال معین موسمون کی طرح ہندوستان مین دورہ کرتی ہے ہزارون قیمتی جانون کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور ایسا عظیم نقصان ہوتا ہے جس کی تلافی کسی طرح نہین ہوسکتی۔ ہیضہ کے علاج وغیرہ کی نسبت اگرچہ دو ایک رسالے ہماری زبان مین شایع ہوے ہین۔ مگر درحقیقت جس وسعت سے ایسے رسالون کی اشاعت ہونی چاہیے وہ اب تک نہین ہوئی۔ کیون کہ ایسے رسالون سے فائدہ اُسی وقت حاصل ہوسکتا ہے جب کہ وہ تمام ملک مین ہر ایک شخص کے ہاتھ مین دیکھے جائین

ہمارے مخدوم منشی حکیم پیر بخش صاحب ملازم سرکار نامدار ریاست سرور نے بہت ہی قابل تعریف کام کیا ہے کہ ہیضہ کی نسبت علاج الموت کے نام سے ایک رسالہ چھپوایا ہے جس مین ہیضہ کی مہلک اور خطرناک مرض کی نسبت خصوصاً اور معدے کی اسی قسم کے امراض و علل کی نسبت عموماً اسباب حفظ ما تقدم۔ مرض کے پیدا ہونے کے بواعث اور مرض کے علاج اور دفعیہ کی تدابیر مع تشریح آلات و افعال معدہ بڑی محنت اور تحقیق سے بیان کیے گئے ہین۔ ہر ایک شخص جس کو اپنی اور اپنے دوستون اور عزیزون اور بندگان خدا کی جان عزیز کی قدر ہے وہ اس رسالے کو خریدے گا۔ رسالہ حکیم صاحب موصوف سے ملتا ہے قیمت عام ہر اونفلس لوگون سے رعایت کی جاتی ہے۔

حقائق المذاہب

مولفۂ مولوی سید محمد حسین صاحب موہانی پر

ریمارک

ایک پہلو سے ہمارا منصب نہیں ہے کہ اس کتاب پر کوئی اپنی راے قائم کرین۔ دوسرے پہلو سے ہم مجاز ہین کہ اس پر ریمارک کریں۔ اس وقت ہم دوسرے پہلو کے مطابق عمل کرتے ہین۔ کیونکہ ہمارے عالی جاہ ایسی کتابون کے قدردانون کا یہی منشا رہے۔

یہ کتاب ہنوز قلمی ہے۔ مولف صاحب کا عزم بالجزم ہے کہ اس کو چھپوا دین۔ اس تالیف کا **موضوع** اسلام کے دو ممتاز فرقون حضرات شیعہ اور سُنی صاحبان کی تاریخ ہے۔ حضرت مولف عالی نسب والا حسب سید ہین تقوی سورع۔ تہذیب الاخلاق کی وجہ سے واجب العزت والحرمت ہین نبی اسلام کی آل کو جیسا کہ ہونا چاہیئے آپ ہین۔ مردم خیز قصبہ موہان ضلع اُناو ملک اودھ آپ کا وطن ہے۔ آپ کا تعارف راقم خاکسار سے کوئی پچیس سال سے ہے۔ آپ اودھ اخبار لکھنو۔ اور کوہ نور لاہور پنجاب کے ایک نامور اڈیٹرہ چکے ہین۔ وقائع نگاری کے نازک اور مشکل فن مین آپ کو کامل تجربہ اور پورا تجربہ ہے۔ آپ کی معلومات کا یہ حال ہے کہ آپ کا پایہ انگلو انڈین اخبارون کے اڈیٹرون سے کم نہین

سید صاحب ممدوح علاوہ ایک مشہور و معروف اڈیٹر ہونے کے ایک نامور مصنف بھی ہین۔ چنانچہ آپ کی مندرجۂ حاشیہ کتابین

۱۔ رسالہ اسلام و مسلمان۔
۲۔ اسلام کا عدالتی و ملکی انصاف
۳۔ روس اور انگلستان۔

ایک عرصہ سے چھپ کر مشتہر بھی ہو چکی ہین۔ پہلے رسالہ پر ہم اخبار کے بارہ نمبرون مین ریویو لکھ چکے ہین جن مین سے تین نمبر اخبار کوہ نور لاہور مین طبع ہو کر مشتہر ہوے اور باقی نو نمبر اخبار نور افشان اور رہنماے پنجاب مین۔ اس کے علاوہ آپ کی نادر اور قابل قدر تیسری کتاب پر ہم اخبار رفیق ہند لاہور مین ایک مفصل اور مشرح ریمارک شایع کر چکے ہین۔ اس تیسری کتاب کو ملک پنجاب کے مشارالیہ جوہر شناس نواب لفٹنٹ گورنر بہادر سر جیمز لائل صاحب کے۔ سی۔ ایس۔ آئی بھی اپنی تحریر مکتوبہ ماہ جولائی ۱۸۹۱ء کے ذریعہ سے پسند فرما چکے ہین۔ الغرض مولوی صاحب موصوف ایک جید مصنف ہین ارسطو جاہ مولینا و مخدومنا مولوی سید رجب علی خان بہادر بہ مدارجہم رئیس اعظم پنجاب حال فردوس آرام گاہ کے وسیلہ جلیلہ اور آپ کے فیضان صحبت سے (جن کا خاندانی حال وزیر صاحب پٹیالہ پنجاب نے اپنی ضخیم اور نادر کتاب **تاریخ پٹیالہ** مین ارقام فرمایا ہے) ۱۸۵۲ء سے ہم کو خوب معلوم ہے کہ سنت جماعت فرقہ والے صاحبان اور حضرات شیعہ اثنا عشریہ مین اعتقادی مباحثات اس قدر ہو چکے ہین کہ جن کا شمار نہ صرف محال بلکہ ناممکن ہے۔ اور وہی مباحثے فی زمانا ہوتے بھی رہتے ہین۔ یہ کوئی انوکھی بات نہین۔ عیسائی دین کے فرقون پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک کے مباحثون کا بھی یہی حال ہے۔ مگر کوئی ایسی کتاب خصوصاً اردو زبان مین ہماری نظر سے آج تک نہین گذری کہ جس سے ان عظیم الشان فرقون مین امتیاز ہو اور نیز آنش کے اسباب بھی معلوم ہون۔ سید صاحب مندرجہ عنوان نے اس کتاب مین جس سے ہمارا عنوان معنون ہے ذیل کے مقاصد کو دکھایا ہے اور دکھانا چاہا ہے۔

اولاً۔ ان دونون عالیشان فرقون کا ظہور کس زمانے مین ہوا ہے اور یہ کہ اس تفریق کا سبب یا اسباب کیا ہوے۔ خصوصاً یہ کہ ان کے پہلے لیڈر یا پیشوا کون تھے۔

ثانیاً۔ حضرت امام ہمام حسن ابن علی مرتضیٰ کی خلافت اور پھر خلع خلافت کا حال اور جو کچھ کہ اس معاملہ پر آرگفتین ہین اُن کے مورخانہ جواب۔

ثالثاً۔ کربلاے مقدس کے دردناک معرکہ کی وجہین اور اُن وجہون پر یورپین مورخون نے جو نکتہ چینیان کی ہین اُن کے پاسخ۔

رابعاً۔ کربلا کے معرکہ کے بعد شیعون کی پولٹیکل اور سوشیل تصویر۔

خامساً بنی عباس کے عہد مین شیعون کی حالت۔

سادساً۔ بغداد کی تباہی جو خاص اس معاملے سے متعلق تھی۔

سابعاً۔ آل عباس کے عہد مین شیعون کے رسوخ اور اقتدار کا بیان۔

ثامناً۔ شیعہ فرقہ ہند مین کب آیا اور اُس کی حکومت کہان کہان تھی۔

تاسعاً۔ تمام اہل دنیا مین شیعون کی تعداد اور اُن کی موجودہ حالت

عاشراً۔ اس فرقہ کا ظہور ایران ترکستان اور کابل افغانستان مین

کب سے ہوا - اور موجودہ زمانہ میں اُن کی کیا حالت ہے۔

احد عشرؔ - ان معاملات پر مذہبی اور ملکی رائے۔

اثنا عشرؔ - خانہ اسلامی اور اہل اسلام کی ترقی کے اسباب پر بحث ہے۔

ہماری رائے مین جہان تک کہ ہم نے بے طرف دار ہو کر غور کی ہے گفت و گو بہت لیاقت اور پوری تہذیب سے کی گئی ہے جیسا کہ شایستہ اور حق پسند لوگون کا دستور اور شیوہ ہے - ریاست پٹیالہ پنجاب کے فاضل اور فلاسفر منیر اعظم نے بھی اپنی نادر اور عدیم العدیل کتاب **اعجاز التنزیل** مین شہادت حضرت امام حسین کا تذکرہ حکیمانہ کیا ہے - آزیبل مولوی سید امیر علی خان با لقاب و مدارج نے بھی اپنی بے نظیر کتاب **تنقید الکلام فی احوال شارع الاسلام** مین اُسی معاملہ کو مورخانہ لکھا ہے - مولوی سید اقبال علی خان بہادر دولت نظام حیدر آباد دکن کے جائنٹ ریونیو سکرٹری نے بھی متنازعہ واقعہ کو اپنی دل پذیر کتاب **خمسہ اقبالیہ** مین فاضلانہ درج کیا ہے - یہ بات بالکل سچ اور حق ہے کہ جنرل سرجان میلکم نے اپنی تاریخ ایران مین اس واقعہ کو ایک ایسا سبک مردون اور ہلکے لوگون کے مانند درج کیا ہے کہ حضرات شیعہ تو ایک طرف رہے سُنی صاحبان بھی اُس تحریر سے مخالفت کرین گے سنی صاحبان پر ہی کچھ موقوف نہین ہر محقق شخص بشرطیکہ حق پسند ہو گا اُس کی مخالفت کرے گا - ہم خود اس مرحلہ کی مخالفت ۱۸۸۹ء مین اُس کتاب پر **الناظر** لکھتے وقت کر چکے ہین بہت اچھا ہوا کہ حقائق المذاہب کے حق پسند - حق بین اور حق جو مصنف نے اُس غیر حق تحریر کی اس کتاب مین مورخانہ مخالفت کی - حضرت امام ممدوح الاوصاف پر کوئی دنیاوی الزام لگانا ہر طرح سے گناہ بھی ہے۔

پاکیزہ دل مصنف صاحب نے جہان حضرت علی کو اپنی خلافت مین ناکامی کا تذکرہ چھیڑا ہے اُس مقام کے مطالعہ سے مرحبا اور صل علی کے کلمات نثار کرنے پڑتے ہین - اُس مقام کے مطالعین مین سے جو لوگ روح انسانی اور نفس ناطقہ کی ماہیت اور فلاسفی سے خوب واقف اور ماہر ہون گے خصوصاً اُس کی بقا اور لم یزل ہونے کے قائل ہون گے وہ حضرت ممدوح الاوصاف کی ناکامی کے اسباب کو بجا اور بالکل حق سمجھیں گے اور جو لوگ نفس ناطقہ اور انسان کی روح کی فلسفی اور ماہیت سے نابلد اور محروم ہون گے علی الخصوص اُس کے غیر فانی اور لا زوال ہونے کے منکر ہون گے وہ جناب موصوف الوصف کی پولٹیکل پالسی پر نکتہ چینی کرین گے یا ہم اپنے اس بیان کو بہ تبدیل الفاظ یون بھی عرض کر سکتے ہین کہ دنیوی مزاج لوگ جو دنیائے دنی کی بیہودہ لذات اور جھوٹے جاہ و حشم مین مستغرق اور منہمک ہون گے وہ حضرت امیر پر عدم معاملہ فہمی کا الزام لگا ئین گے - اور وہ لوگ جو پاک طینت اور اس دنیائے دنی کے متعلق ساری چیزون کو لاشے جانتے ہون گے وہ حضرت موصوف کی مصلحت اور رائے کو دل سے پسند کرین گے - اور حضرت داؤد نبی کے اُن کے اس قول کے مطابق ہم آواز اور ہم صفیر ہون گے کہ یقیناً کم قدر لوگ بیہودہ ہین اور عالی قدر اشخاص جھوٹے ہین سو وہ سب کے سب بیہودگی کی ترازو مین بہت سبک ہین - اور نیز حضرت دانیال نبی کے اس قول کو تسلیم کرین گے کہ تو ترازو مین تولا گیا اور کم نکلا۔

سابق و حال کے جلوے کو مقابل کر لین
آئینہ بھیج دے اے وادی ایمن اپنا

خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ایک بار اپنے عہد خلافت خبر لگی کہ امیر معاویہ فرمان روائے شام نہایت تزک اور شان سے رہتے ہین دربانون اور چوبدارون کا اُن کے در دولت پر جمگھٹا رہتا ہے وغیرہ - جو شعار اسلام کے مناسب حال نہین - اس پر اُس کو بلایا اور کہا کہ تو اس طرح اور اُس طرح وغیرہ پر رہتا ہے - اُس نے جواب مین کہا کہ ہان یون ہی رہتا ہون مگر اس کا سبب یہ ہے کہ میرے ہان عیسائی وغیرہ غیر اقوام کے سفیر آتے ہین - مین چاہتا ہون کہ اُن کی نظرون مین جو کم مین لوگ ہین اسلام کا رعب و داب کم نہ ہو جائے جس کا نتیجہ اسلام کے حق مین بہتر ہو گا حضرت عمر نے امیر معاویہ کی یہ لچھے دار تقریر سن کر فرمایا کہ اگر تمھاری نیت اور ارادہ ایسا ہے تو اس سے بھی زیادہ تجمل اور تحشم سے رہو۔

حضرت مصنف حضرت امیر کی ناکامی کے بیان کے مقام مین اگر اس واقعہ کو بھی جو عموماً **تواریخ الخلفا** مین پایا جاتا ہے درج کر دیتے تو ہماری رائے مین اچھا ہوتا - مگر ان دونون واقعات کو ایک دوسرے کے مقابل کر کے نتیجہ نکالتے بل کہ اُس کو ناظرین اور مطالعین کتاب پر -

محول رکھتے تاکہ اپنے اپنے مذاق اور اپنے اپنے ٹیسٹ اور اپنے اپنے ادراک کے موافق نکال کر غور و تامل کرتے۔

الغرض مصنف صاحب نے اپنی نادر کتاب کے ایک مقام پر **خلافت** اور نیز اس کی جوش اور نیز **امامت** پر بڑی ہی دلچسپ مفید اور عمیق بحث کی ہے۔ ہر اہل دل اور اہل اللہ کو اس سے تاثیر پذیر ہونا پڑتا ہے۔ ہم کو یقین ہے کہ ایسے ہی لوگ اس سے بہت کچھ متاثر ہونگے۔

ہم آل نبی اور اولاد علی مولوی محمد حسین کو یہ عاجزانہ مشورت بھی دیتے ہیں کہ وہ اپنی اس زیر بحث کتاب میں اس امر کا جواب بھی مورخانہ پہلو سے اور حق حقیقی واقعات کے مطابق درج فرمائیں جو علیگڈھ محمڈن کالج کے عالم فاضل مدرس جناب مولوی محمد شبلی صاحب نعمانی نے اپنی کتاب **المامون** میں ارقام فرمایا ہے کہ خاندان عباسیہ پر عموماً سادات کے قتل کا الزام لگایا جاتا ہے۔ جو لوگ حجروں میں بیٹھ کر اعتراض کے لیے قلم اٹھاتے ہیں۔ وہ معذور ہیں۔ لیکن جو شخص پولیٹیکل ضرورتوں کا اندازہ داں ہیں اس اعتراض کو مشکل سے تسلیم کرے گا۔ سادات اور علوئین کو دونوں کے لیے زور ہو گیا تھا تو ملک میں قیامت برپا ہو گئی! عباسی خاندان ان کی جانب سے کبھی مطمئن نہیں رہ سکتا تھا اور جو کچھ ان سے برتاؤ ہوا اسی ضرورت سے ہوا۔

حضرت مولوی محمد شبلی صاحب نعمانی کی یہ لاجک (علم منطق) انگلستان کے سرتاج فلاسفر لارڈ فرانسس بیکن کی ایجاد منطق استقرائی سے بھی کوئی جدید منطق معلوم ہوتی ہے جس کا ماحصل یہ معلوم ہوتا ہے کہ پولیٹیکل ضرورتوں کے لیے قتل انسان مستلزم السزا اور بدم نیان (؟) باطل خواہ کوئی ہو۔ خواہ آل نبی۔ اولاد علی ہو چاہے افریقہ کا ایک مین مانس یا ہند کا چمار اور دکن کا ڈھیر۔ ایسی منطق کو جو ایک ناجائز امر کو جائز کر دے عام اس سے کہ وہ روسیاہ کم بخت اور بدنصیب پولیٹیکل ضرورتوں کے لیئے ہی ہو یا کسی اور دنیوی ضرورت کے واسطے بلا لحاظ مذہب و ملت کوئی فرد بشر بھی تسلیم نہ کرے گا اور ہرگز ہرگز نہ کرے گا۔ وہ تو پولیٹیکل ضرورت کو اوٹ بنا کر سادات کے قتل کو جائز بتاتے ہیں۔ مگر ہم سمجھتے ہیں کہ بے قصور انسان پر جو کسی انسان کا عمداً اور ارادۃً قاتل نہ ہو اگر امام بھی قتل کا فتوی دے تو ہم کو ایسے امام میں بھی تامل ہوگا کہ یہ رحمانی امام ہے یا شیطانی۔ غرض کہ ابد الآباد تک جو ایسا سنگین جرم ناجائز ہے ناجائز ہی رہے گا نہ پولیٹیکل پہلو سے جائز ہو سکے گا نہ کسی اور پہلو مخترع انسان سے۔

المامون میں بہت سی اور گرفتیں ہیں جن کو کوئی اور مورخ حسن النظر لکھنے والا المنشر کر دے گا۔ گو ہندوستان کو ہنوز ہی دیونگاری کے شریف اور اعلی فن کا سلیقہ نہیں آیا۔

اس میں کچھ کلام نہیں کہ زیر بحث کتاب کی عبارتیں عالمانہ ہیں اور ساتھ ہی باریک نقائص بھی ہیں مصنف صاحب کے کسی بیدار مغز ہم ملت و ہم مشرب پر فرض ہے کہ اُن کو ظاہر کرے تاکہ طبع کے بعد جہاں تک ممکن ہو بے نقص ہو۔ نمونۃً ایک نقص ہم بھی جو ہماری آنچ میں نظر آئے ہیں نقص نہ ہے ظاہر کر دیتے ہیں۔ اگر مصنف صاحب کی عالی نظر میں بھی درحقیقت یہ نقص ہو تو اس کی اصلاح فرمائیں ورنہ آپ کو اپنی تصنیف میں ہر طرح کا اختیار حاصل ہے۔

حضرت **مصنف** اپنی قابل قدر کتاب کے ایک مقام پر (قلمی صفحہ ۴۴) ارقام فرماتے ہیں کہ اگر یہ اولو العزم خلیفے اس کثرت سے فتوحات نہ کرتے تو ہرگز اسلام حکومت کے توام نہیں ہو سکتا تھا۔ حکومت میں ایک ایسی طاقت ہے کہ خود بخود مخلوق اُس کے اثر سے صاحب حکومت کے مذہب کو قبول کر لیتی ہے صدہا و ہزارہا آدمیوں نے خلفاء کی بدولت اسلام اختیار کیا اور بہت بڑا جبروت اور اقتدار اسلام کو حاصل ہوا۔ الی آخرہ۔ اگر ہم مصنف کی رائے کو جو ایک پہلو سے ٹھیک (راقم) ہونے کی وجہ سے تسلیم کے لائق ہے مان لیں تو اسلام پر وہ جھوٹا دھارا اعتراض بھی ماننے پڑیں گے جو غیر اقوام کرتی ہیں کہ گویا اسلام محض **تلوار** سے پھیلا ہے جو حکومت کے جزو اعظم اور اس کا نفس ناطقہ ہے بلکہ اس کا نام اگر حکومت بھی رکھیں تو بجا اور موزوں ہے حالانکہ حق مذہب اور سچے دین کا یہ خاصہ ہے اور ہونا چاہیئے کہ وہ اپنی ذاتی خاصیت یعنی عمدہ خصائل اور فائدہ رسانی دینی اور دنیوی کی وجہ سے پھیلا ہے اور پھیلنا چاہیئے ہم نے پنجاب ریویو جلد نمبر اول۔ دوم۔ سوم۔ اور چہارم سنہ ۱۸۸۶ء میں اس امر کو مورخانہ اور فلاسفرانہ ثابت کر کے بھی دکھایا ہے کہ دین عیسوی جس کی تصدیق

بڑے زور اور دھڑلے سے اسلام نہیں کرتا ہے مین سو تیرہ برس تک اپنی ہی خاص ذاتی خوبیون کی اٹریکشین (کشش) سے تقریباً تمام دنیا مین پھیل گیا۔ حال آن کہ اُس کے پھیلانے والے نہ ملکی نہ علم فاضل اور نہ فلاسفر تھے اور نہ دولت کے اعتبار سے مفلس محض اور نان شبینہ کے محتاج تھے۔ حکومت تو بالاے طاق رہی اُس وقت کے جابر اور جنبی بادشاہون کی وجہ سے عیسوی دین کے پھیلانے والے اور اُس کے قبول کرنے والے قتل کیئے جاتے تھے۔ آگ سے جلائے جاتے تھے اور تماشا گاہون مین درندے جانورون سے پھڑوائے جاتے تھے۔ غرض کہ کوئی اذیت اور عقوبت ایسی نہوگی جو ان پر آزمائی نہ جاتی ہو۔ لیکن وہ انگور کے درخت کے مانند جون جون کٹتے جاتے تھے تون تون پھل پھول لاتے اور بڑھتے جاتے تھے۔

بل کہ قسطنطین قیصر جو اقاصرہ روم کبیر مین سے تھا عیسائی ہوا تو کلیسیاے مسیح کی حالت اور بے عیب حالت دگرگون ہوگئی۔ یعنی جاہ وحشم کے لالچ سے اُس مین کڑوے دانے بھی گھس آئے۔ عیسائی دین والون کا شمار اب چالیس کروڑ اسی لاکھ تک تک پہونچا ہوا ہے۔ لاکن دین داری ورع اور تقوی جن سے اُس کی اصلی زیب و زینت ہے اور جو اُس کا لازمی نتیجہ ہے حال کے لوگون مین اُس قدر نہین جس قدر پہلی تین صدیون کے مسیحیون مین پایا جاتا تھا۔ اسی بنا پر انھین دنون مین دنیا بھر کے ممتاز و نیک نیت کلیسا چرچ آف انگلینڈ کے آرچ بشپ آف کنٹربری نے اپنے ایک لیڈنگ آرٹکل مین جو اخبار گارڈن مطبوعہ بست و دوم جون ۱۸۹۲ء مین درج کیا ہے کہ اسلام بھی عمدہ مذہب ہے بنی نوع انسان کو اُس سے بھی فائدہ پہونچا۔ اُس سے عمدہ اور اعلی درجہ کے خصائل پیدا ہوے ہین اُس کے عابدون مین خضوع خشوع اور خدا کی ذات مین مصروفیت اور محویت پائی جاتی ہے اگر وہ گناہ کرتے ہین تو اُس کے نتیجہ کو قرآن کی طرف منسوب کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کہا جاے کہ لنڈن کے لوگ انجیل کے فتوے سے گناہ کرتے ہین جو آج کل کر رہے ہین پس مذہب اسلام سے اگر مقابلہ کرنا ہے تو صرف حرفون اور کتابون کے ذریعے سے نہ کرنا چاہیئے بل کہ جس قدر نیکیان وہ کرتے ہین اُن

سے زیادہ کر کے اُن سے سبقت حاصل کرو۔ تم کلامہ

فی الجملہ اب ہم اپنی اس تحریر کو جو حضرت مولوی سید محمد حسین صاحب سوہانی کی قابل قدر اور نادر کتاب حقائق المذاہب پر ایک سرسری ریمارک ہے ایک آدھی بات اور عرض کر کے یہان ختم کرتے ہین۔

ہمارے سید صاحب ہم کو معاف فرمائین اگر ہم نے اُن کی کسی راے پر نکتہ چینی کی ہے کیون کہ ہم نے نیک ارادے اور نیک نیت سے ایسا کیا ہے اگر ہماری راے وقعت کے قابل ہو تو تسلیم کرین اور اُس کے مطابق اُس نقص کے جو عرض کر دیا گیا ہے اصلاح فرمائین ورنہ اُن کو اختیار کامل ہے۔ ہم جناب مولوی محمد شبلی صاحب نعمانی مدرس علی گڈھ محمڈن کالج مصنف کتاب لائف آف مامون سے بھی معافی کے خواستگار ہین۔ ہم نے اُن کی کتاب مذکور پر کوئی ریویو نہین کیا۔ بل کہ حقائق المذاہب کے مضامین پر بحث کرتے وقت اُن کا صریح نقص بھی اُن کو جتا دیا ہے ورنہ ایک پہلو سے ہمارا کوئی منصب نہین کہ ایسی کتابون پر جیسی کہ المامون ہے انتقاد لکھین۔ حضرت شبلی صاحب کو یہ اختیار ہے کہ تسلیم فرمائین یا اُس کو رد کر دین ہمارے سید صاحب کو بھی اختیار ہے کہ شبلی صاحب کی کمزوریون کا جواب اپنی بیش بہا کتاب مین ادا کرین یا نہ کرین۔

آخر مین ہم حضرات شائقین کتب تواریخی کی جناب مین مولوی صاحب سوہانی کی جانب سے اپیل پیش کرتے ہین کہ اس کتاب کے طبع مین مصنف صاحب کی زر سے اعانت فرمائین جس قدر توفیق خدا نے دی ہو۔

راقم ایچ میرز
رجب علی
آنریری منسٹر آف دی گاسپل مصنف
تاریخ اصفی وغیرہم۔

حیدر آباد دکن مقام۔ ۲۳ جنوری ۱۸۹۳ء

بنگالی پریس ساڈھورہ مین چھپوا کر منشی سراج الدین احمد نے نا ہن سے شایع کیا